شمس الرحمٰن فاروقی، جدیدیت اور شب خون

رابعہ بی بی، ریسرچ سکالر پی ایچ ڈی اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی، استاد شعبہ، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

Abstract:

Modernity and shab khoon became the identity of Shams. ur.Rehman Farooqi.Sham.ur. Rehman Farooqi wrote a lot on the philosophical basis of modernity, the characteristics of modernity and the issues of modernity.The publication of his magazine shab khoon was also to promote literature written under the trend of modernity. Shab khoon was trend. setting company. which provided a platform for modern writers. This magazine played important role in promoting the trend of modernity. when the history of modernity is compiled in urdu literature ,its importance cannot be denied.

شمس الرحمٰن فاروقی اردو ادب کی ایک مشہور شخصیت ہیں۔ان کی شخصیت میں بہت سی خوبیاں مجتمع تھیں وہ شاعر، ادیب، مترجم، نقاد، ماہر لسانیات اور تاریخ داں تھے۔ لیکن ''شب خون'' کے نام سے چھپنے والا ان کا رسالہ اور جدیدیت فاروقی کی خاص پہچان بنے ہیں۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے جدیدیت کی فلسفیانہ اساس، جدیدیت کی خصوصیات و امتیازات اور جدیدیت کے مسائل پر بہت کچھ لکھا اپنے مختلف انٹرویوز میں جدیدیت پر مدلل اور سیر حاصل بحث کی جس سے جدیدیت کے رجحان کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔انھوں نے وضاحت سے لکھا کہ آخر وہ کون سی وجوہات تھیں جس کی وجہ سے انھوں نے ترقی پسند نظریات کو ترک کیا۔ جدیدیت کے بارے میں اپنے افکار اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جدیدیت نے ادب کو کسی فلسفے، نظریے اور پابندی کی محکومیت سے

چھٹکارا دلایا اور ادیب کو یہ حق دیا کہ وہ کسی کی توقعات کو پورا کرنے کے لئے نہ لکھے بلکہ اپنے طور پر جو سوچتا اور سمجھتا ہے وہ لکھے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کہتے ہیں فلسفے سے ہم جدیدیوں نے انکار کیا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم فلسفے کو نہیں مانتے۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کو آزادی ہے کہ وہ اپنے فلسفے کو خود اختیار کرے۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے چند وجوہات بیان کی ہیں جن کی وجہ سے انھوں نے ترقی پسند نظریات کی پر زور مخالفت کرتے ہوئے جدیدیت کی سربراہی کی وہ لکھتے ہیں:

> ''ترقی پسند نظریات میں جو چیز مجھے سب سے زیادہ نامکمل معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ ان کے یہاں فرد پر کوئی زور نہیں تھا۔ انسان کے اپنے وجود پر، اس کے مسائل پر، اس کے اپنے داخلی باطنی تصورات پر کوئی زور نہیں تھا۔۔۔ دوسری بات جو مجھے نا پسند لگی وہ یہ کہ انھوں نے تحریر کی پیچیدگی کو، کثیر المعنویت کو برا سمجھا استعارے کو برا سمجھا۔ اس تحریر کو جس میں کئی معنی نکل سکتے تھے، برا سمجھا۔ وہ چاہتے تھے کہ بالکل صاف تحریر ہو جیسے کہ نعرہ یا تقریر، تیسری بات یہ تھی کہ ترقی پسند تحریک میں ادب بطور فن کا ذکر نہیں آتا۔ ایک زمانے میں جب نعرہ بازی تھی اور براہ راست گفتگو کا بڑا زور تھا، ترقی پسند تحریریں بالکل اخباری بیان کی طرح ہو کر رہ گئیں۔
> چوتھی بات یہ کہ میں نے یہ دیکھا کہ ترقی پسند مزاج میں تجربے کی طرف سے بھاگنے کا رجحان ہے۔ یہ لوگ تجربے سے بھاگتے ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ ادب میں نئے خیالات آئیں۔ نئے تجربات بھی آئیں۔ تجربات چاہے وہ ہیئت کے ہوں، چاہے موضوع چاہے زبان کے ہوں، ان سب باتوں کے باعث میں نے محسوس کیا کہ ترقی پسند تحریک ختم ہو چکی۔ جو کچھ بھی اس کا کام تھا وہ ہو چکا۔ اچھا یا برا۔ اب اس نے جو پابندیاں ادب پر عائد کر دی ہیں۔ وہ پابندیاں ادب کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔''(۱)

شمس الرحمٰن فاروقی انھوں نے اپنے ایک انٹرویو میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ باقاعدہ طور پر اپنے نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے ایسی تحریریں انھوں نے لکھیں جن میں ترقی پسند نظریات کو رد کیا گیا اور جدیدیت کو قائم کرنے کی کوشش کی۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے ۱۹۶۶ء میں ''شب خون'' کے نام سے ایک رسالے کا اجراء کیا۔ اس رسالے کے اجراء کے کچھ اسباب تھے جس کی بناء پر شمس الرحمٰن فاروقی نے یہ رسالہ شروع کیا تھا۔ ان اسباب میں سے ایک پہلا سبب جدیدیت کے رجحان کے تحت لکھے گئے ادب کو فروغ دینا تھا اس کے بارے میں شمس الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں:

> ''اس کا پہلا سبب تو یہ تھا کہ نئے لکھنے والوں اور نئے سوچنے والوں (جن میں میں خود کو بھی شامل کرتا تھا) ان کے لئے لکھنے اور تبادلہ ءخیال کا معتبر اور

> مستقل میدان مہیا کیا جائے۔دوسری بات یہ کہ ترقی پسند ادب اس وقت تک بڑی حد تک بے جان ہو چکا تھااور ضرورت تھی کہ اس کی جگہ لینے کے لئے ایسا ادب سامنے لایا جائے جو نئے حالات کی نمائندگی کرتا ہو اور جو ترقی پسند ادب کی طرح نظریے کی انتہا پسندی کا شکار نہ ہو۔(۲)

''شب خون'' نے شروع سے ہی اس رسالے میں شائع ہونے والی تخلیقات کے لئے ایک معیار مقرر کیا تھا کہ اس رسالے میں کس طرح کی تخلیقات شائع ہوں گی۔اس بارے میں شمس الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں:

> ''میں جانچنے سے انکار نہیں کرتا۔میں حکم لگانے سے انکار کرتا ہوں۔یعنی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں تخلیق مطلق طور پر خراب یا اچھی ہے رہی بات شب خون کی تو میرے پاس کوئی نہ کوئی چھلنی تو موجود ہے۔یہ تو نہیں کہا کہ ''شب خون'' میں ہر چیز چھاپ دی جائے۔بلکہ میرے پاس دو چھلنیاں ہیں۔''شب خون'' کا ایک مزاج ہے، جس کو آپ جدیدیت، تجربہ پسندی، تخلیق کار کے لئے آزادی اظہار پر اصرار کہہ لیجئے۔دوسری بات یہ ہے کہ جب مجھے کسی تخلیق میں نئے پن یا نئے رنگ کا احساس ہو جو تجربے کے دائرے میں ہو اور اس کے بارے میں مجھے احساس ہو کہ اسے کوئی باعزت رسالہ نہیں چھاپے گا تو میں اسے چھاپ دیتا ہوں۔(۳)

اس رسالے نے جدیدیت کے رجحان کے تحت لکھنے والے ادیبوں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کیا۔اس رسالے نے جدیدیت کے رجحان کے تحت لکھے گئے۔ادب چاہے وہ شاعری ہو کہ افسانہ اس کو اپنے رسالے میں شائع کیا۔اس دور کو تجربات کا دور بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے کہا کہ ادیب اور شاعر کو نئے نئے تجربے کرنے چاہئیں چاہے وہ کامیاب ہوں یا ناکام۔ادیبوں اور شاعروں کو نئی نئی چیزیں لانی چاہئیں۔یعنی ادیب پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ کسی خاص فلسفے کسی خاص نظریے کی روشنی میں لکھے۔شمس الرحمٰن فاروقی کا''شب خون''ایک رجحان ساز رسالہ تھا جس نے جدیدیت کو فروغ دیا۔اس رسالے نے اردو ادب کے لئے ایک صحیح اور واضح سمت کی نشاندہی کی اس رسالے میں جو ادب شائع ہو رہا تھا اس کے موضوعات منفرد تھے اس کو لکھنے کا انداز نیا تھا۔اس میں نئے طرز کے تبصرے اور مضامین کو شائع کیا جانے لگا۔جس کے ذریعے شعر و ادب کے متعلق نئے نئے مباحث کی

راہیں ہموار ہوئیں۔ جدیدیت کے متعلق نظریاتی مباحث کا باضابطہ طور پر آغاز بھی شب خون کے ذریعے ہی ہوا۔ اس بارے میں آصف فرخی لکھتے ہیں:

> ''فاروقی صاحب کو صحیح معنوں میں رجحان ساز نقاد کہا جا سکتا ہے کہ ان کے مضامین اور ان کی ادارت میں الہ آباد سے نکلنے والے ادبی رسالے ''شب خون'' نے جدیدیت کی تحریک کے لئے نظریاتی اور اصولی مباحث کے ذریعے زمین ہموار کی، نئے ادب کی تفہیم کا آغاز کیا اور نئے کی روشنی میں پرانے کو از سرِ نو دریافت کرنا شروع کیا۔''(۴)

ترقی پسند نظریات کی وجہ سے ادب میں جو ایک جمود آ چکا تھا۔ اس جمود کو توڑنے کے دعوے کے ساتھ یہ رسالہ منظر عام پر آیا تھا۔ ''شب خون'' نے نئے لکھنے والوں کا خیر مقدم کیا۔ ان کو سنوارنے اور بنانے میں اہم رول ادا کیا۔ اس رسالے نے نئے لکھنے والوں کو اعتماد عطا کیا۔ شب خون جدیدیت کا ترجمان رسالہ تھا۔ ادب کے بارے میں نئے خیالات اور نظریات کو متعارف کروایا۔ جدیدیت کے اس رجحان کو عام کرنے میں ''شب خون'' کے کردار کے بارے میں ڈاکٹر اسلم جمشید پوری لکھتے ہیں:

> ''جدیدیت کے رجحان کو عام کرنے میں جہاں دوسرے اسباب کارفرما تھے، وہیں اردو کے کچھ رسائل بھی تھے جنہوں نے اس رجحان کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں سب سے نمایاں حیثیت شمس الرحمٰن فاروقی کی نگرانی میں شائع ہونے والے ''شب خون'' کی ہے۔ جس نے مسلسل جدیدیت کے رجحان کو عام کرنے کی کوشش کی اور اسے ایک مشن کے طور پر اپنایا۔ زیادہ تر ایسی تخلیقات کو شائع کیا اور نئے افسانہ نگاروں، شاعروں کو ایسا ادب لکھنے کی تلقین کی، اس میں کوئی شک نہیں کہ جدیدیت کے رجحان کو عام کرنے میں ''شب خون'' نے ایک ادارے کا کردار ادا کیا اور اردو تحریکات کی تاریخ میں نئی تاریخ رقم کی۔''(۵)

جدیدیت کے زیرِ اثر تخلیقی آزادی اور تجربہ پسندی کو فروغ دیا گیا۔ اس سلسلے میں ''شب خون'' کی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ''شب خون'' نے جب جدیدیت کے رجحان کو عام کرنا شروع کیا ۔ جدیدیت ہی ''شب خون'' کی منفرد پہچان بنی۔ اس رسالے نے جدیدیت کے رجحان کے تحت لکھنے والے ادیبوں اور شاعروں کو اعتماد دیا۔ اس رسالے کو بہت زیادہ مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن نئے لکھنے والوں اور جدیدیت کے رجحان کے تحت نئے تجربات کرنے والے افسانہ

نگاروں، شاعروں، ادیبوں کو ایک خود اعتمادی عطا کی۔ اس پلیٹ فارم سے بہت سے نئے لکھنے والے ادبی دنیا سے متعارف ہوئے۔ کئی مشہور ادیب جن کو ادبی دنیا میں بعد میں بہت شہرت ملی۔ ابتداء میں ''شب خون'' کے ذریعے ادبی دنیا میں متعارف ہوئے۔ ''شب خون'' ایک رسالہ بلکہ ایک دبستان کا نام ہے۔ جس نے ایک جیسے افکار رکھنے والے افراد کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔

فاروق شفق اس بارے میں لکھتے ہیں:

> پڑھا لکھا نوجوان طبقہ سنجیدگی اور انہماک سے جدید رجانات کا مطالعہ کر رہا ہے۔ شعوری طور پر اب یہاں کے نوجوان شعرا اور ادبا، جدید شعر و ادب کو اپنانے سو فیصد آپ کو اور creditاور برتنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس تمام ترقی کا ''شب خون'' کو حاصل ہے، جس نے لوگوں کو جدیدیت اور نئی شاعری سے روشناس کرایا۔ اس کے محاسن اور خوبیوں کی ان پر نمایاں کیا۔ ابھرنے والے شعرا کو سمجھا اور ان کی ہمت افزائی کی۔''(۶)talentاور ادبا کے

''شب خون''، جدیدیت کا علمبردار اور بنیادی رسالہ تھا۔ اس رسالے نے اس رجحان کو عام کرنے میں جو خدمات سرانجام دیں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس رسالے میں جدیدیت کے رجحان کے تحت چالیس سال تک جو ادب چھپتا رہا اس کی اہمیت اور افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس رسالے کے چالیس سال تک اس کا تسلسل سے شائع ہونا اور اس کے بند ہونے پر قارئین کا دکھ کا اظہار کرنا اس رسالے کی قارئین میں مقبولیت اور پسندیدگی کا بین ثبوت ہے۔ جدیدیت کے رجحان کے تحت لکھے گئے ادب کی تاریخ اس کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ جدیدیت کے رجحان کے تحت لکھے گئے ادب کی تاریخ مرتب کرنے کے بغیر اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک ایسا رسالہ ہے جس نے صرف ہندوستان کے ادیبوں کی تخلیقات ہی شائع نہیں کی ہیں۔ بلکہ اس رسالے نے پاکستان کے ادباء کی تحریریں بھی اس رسالے میں شائع کر کے ان کو ہندوستان کے قارئین سے متعارف کروایا۔ یہ ایسا رسالہ تھا جس میں ہندوستان اور پاکستان دونوں طرف کے جو ادیب اور شعراء جدیدیت کے رجحان کے تحت ادب لکھ رہے تھے ان کی تخلیقات کو شائع کیا۔ یہ رسالہ ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں میں یکساں مقبولیت کا حامل رسالہ تھا۔

حوالہ جات

۱) شمس الرحمٰن فاروقی، انٹرویو، ادب کو کسی فلسفے کسی پابندی کا محکوم نہیں ہونا چاہیے، مشمولہ سو تکلف اور اس کی سیدھی بات، رعنا پبلی کیشن حیدرآباد، ۲۰۱۵، ص ۲۲۴، ۲۲۳

۲) شمس الرحمٰن فاروقی، انٹرویو شمس الرحمٰن فاروقی سے ایک گفتگو، مشمولہ شمس الرحمٰن فاروقی محو گفتگو، مرتبہ، ڈاکٹر رحیل صدیقی، رعنا کتاب گھر، نئی دہلی ۲۰۰۴، ص ۲۷۴

۳) شمس الرحمٰن فاروقی، انٹرویو، ادب کو کسی فلسفے کسی پابندی کا محکوم نہیں ہونا چاہیے، مشمولہ سو تکلف اور اس کی سیدھی بات، رعنا پبلی کیشن حیدرآباد، ۲۰۱۵، ص ۹۱

۴) شمس الرحمٰن فاروقی، انٹرویو، فکشن اور نقدِ فکشن ایک گفتگو، مشمولہ سو تکلف اور اس کی سیدھی بات، رعنا پبلی کیشن حیدرآباد، ۲۰۱۵، ص ۱۴

۵) ڈاکٹر اسلم جمشید پوری، جدیدیت اور اردو افسانہ، ماڈرن پبلشنگ ہاؤس دہلی، ۲۰۰۱ء، ص ۱۵۳

٦) فاروق شفق، خط، مشمولہ، شب خون، شمارہ ۱۹۷۰، ۵۵ء ص ٦٨